# نظرِ بد سے بچنے کے لیے گھر کی چھت پر سیاہ ہنڈیا، گاڑی کے نیچے جوتا لٹکانا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FSD-8670 تاریخ:13-12-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ خوبصورت مکان بنائیں، تو چھت پر الٹی ہنڈیا سیاہ کر کے رکھتے ہیں، اسی طرح نیا رکشہ، وین یا گاڑی لیں، تو اس پر بھی پچھلی طرف پرانا جوتا لٹکاتے ہیں اور ذہن یہ ہوتا ہے کہ ہماری چیز کو نظر نہ لگے۔ اس کی شرعی حقیقت کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

نظر لگنا اِستدلالِ قرآنی اور حدیث نبوی کی روشنی میں برحق ہے۔ اِس کی تاثیر کے بہت سے واقعات تفسیر، حدیث اور تاریخ میں موجود ہیں، لہٰذا کسی بھی ایسے طریقے سے کہ جو خلافِ شرع نہ ہو، اِس کی تاثیر سے بچنا اور لگ جانے کی صورت میں علاج کرنا، جائز اور درست ہے۔ پاک و ہند میں اِس سے بچنے کے مختلف طریقوں میں سے یہ بھی رائج ہے کہ جس چیز کو نظر لگنے کا اندیشہ ہو، اُس پر ایسی چیز نصب کرنا کہ دیکھنے والے کی طبیعت اُسے دیکھتے ہی مُکَدَّر و بیزار ہو جائے اور حیرت واِستعجاب کی نظر نہ پڑے، کہ نظرِ استعجاب و حسد سے "بری نظر" لگنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں نئے گھر کی بیرونی دیوار پر سیاہ اُلٹی ہنڈیا رکھنا یا نئی گاڑی پر جوتا لٹکا لینا، بری نظر سے بچنے کے لیے ایسا ٹوٹکا ہے کہ جو اسلامی شریعت کے مخالف یا کسی شرعی ضابطے سے متصادم نہیں، بلکہ اگر

ذخیرہ احادیث کا مطالعہ کیا جائے، تو اِس کی اصل موجود ہے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک خاتون بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ ہم دیہاتی اور کاشت کار لوگ ہیں اور ہمیں یہ اندیشہ لاحق رہتا ہے کہ ہمارے لہلہاتے کھیتوں کو بری نظر نہ لگ جائے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ حل ارشاد فرمایا: اپنے کھیتوں کے درمیان عصا پر کھوپڑی لگا دیا کرو، تاکہ بری نظر نہ لگے۔

نوٹ: بعض لوگ نظرِ بد کا اَصلاً انکار کرتے اور اِسے فرسودہ نظریات اور دقیانوسی باقیات گردانتے ہیں، لیکن یاد رکھیے کہ جب قرآن وسنت کسی چیز کی حقانیت کو ثابت کر دیں، تو اُس کی حقیقت کا عقلی اور منطقی بنیادوں پر نہ سمجھ پانا، ہماری کم فہمی اور عقل کی نارسائی ہے، لہٰذا اِس کوتاہ فہمی کی بنیاد پر مدلولِ قرآن وسنت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابو داوٗد سجستانی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:275ھ/889ء) "کتاب المراسیل" میں حضرت امام حسین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے پوتے سے مروی روایت لائے: "أخبرني أبي، أنه سمع عمر بن علي بن حسين، وعبد الله بن عنبسة، يذكران الجماجم التي تجعل في الزرع، فقال: عمر بن علي بن حسين: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما أمر بذلك من أجل العين" ترجمہ: مجھے میرے والد نے خبر دی کہ اُنہوں نے حضرت عمر بن علی بن حسین اور عبد اللہ بن عنبسہ کو کھیتوں میں رکھی جانے والی "جماجم" کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ اُس گفتگو کے دوران حضرت عمر بن علی بن حسین نے فرمایا: نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بری نظر سے بچنے کے لیے اِن کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔

**(کتاب المراسیل لابی داؤد، صفحہ 363، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)**

اِسی "کتاب المراسیل" میں دوسری سند سے تفصیلی روایت نقل کرتے ہوئے لکھا: "عن علي بن عمر بن علي، عن أبيه، عن جده، قال: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فقال: «يا

معشر قريش، إنكم تحبون الماشية، فأقلوا منها؛ فإنكم أقل الأرض مطرا، واحترثوا فإن الحرث مبارك، وأكثروا فيه من الجماجم» ”ترجمہ: جب نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو فرمایا: اے گروہِ قریش! تم بھیڑ بکریوں کو خوب محبوب رکھتے ہو، لیکن اِس میں کمی کرو، کیونکہ تم اُس زمین میں بستے ہو، جو بہت زیادہ بارانی نہیں، البتہ کھیتی باڑی کیا کرو، کہ کھیتی بڑی برکت والی چیز ہے اور اُن کھیتوں میں ”جماجم“ کی کثرت کرو۔

**(کتاب المراسیل لابی داؤد، صفحہ 363، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)**

ہم نے دونوں روایات کے تراجم میں ”جماجم“ کا لفظ حسبِ عبارتِ عربیہ برقرار رکھا، کیونکہ لغاتِ حدیث میں اس کے دو معنی بیان ہوئے ہیں اور دونوں معنی منطبق ہوسکتے ہیں۔ (1) کھوپڑی۔ یہ معنی ”المنجد“، ”مصباح اللغات“ اور ”النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر“ میں مذکور ہے۔ (2) ہل کا پھال، یعنی جس کے ذریعے زمین کو کاشت کے لیے نرم کیا جاتا ہے۔ اِسے انگلش میں ”Ploughshare“ بھی کہتے ہیں۔ ماہرینِ لغاتِ حدیث علامہ ابنِ اَثیر جزری شافعی (وِصال: 606ھ / 1210ء) اور علامہ طاہر پٹنی گجراتی حنفی (وِصال: 986ھ / 1578ء) رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْھِما نے یہ معنی بیان کیا ہے۔ اِن کی عبارات کو بالترتیب اِن حوالہ جات پر پڑھا جاسکتا ہے۔

**(النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر، 289/01، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

**(مجمع بحار الانوار، 393/01، ط: مجلس دائرۃ المعارِف العثمانیہ)**

فقیہ النفس امام قاضی خان اَوْزجندی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 593ھ / 1196ء) لکھتے ہیں: ”لا بأس بوضع الجماجم في الزرع والمبطخة لدفع ضرر العين لأن العين حق تصيب المال والآدمي والحيوان ويظهر أثره في ذلك عرف ذلك بالآثار وإذا خاف العين كان له أن يضع فيه الجماجم حتى إذا نظر الناظر إلى الزرع يقع بصره أولا على الجماجم لارتفاعها فنظره بعد ذلك إلى الحرث لا يضر لما روي أن امرأة جاءت إلى النبي صلى الله عليه وسلم وقالت نحن من أهل الحرث وإنا

نخاف علیه العین فأمرها النبي صلی اللہ علیه وسلم أن تجعل فیه الجماجم"ترجمہ: عام کھیتوں یا خربوزے کے فالیز میں نظرِ بد سے حفاظت کے لیے کھوپڑیاں لگانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نظر لگنا برحق ہے، جو کہ مال ومتاع، انسان اور جانوروں سب کو لگ جاتی ہے اور اِن چیزوں میں نظر کا اثر ظاہر ہونا علامات سے معلوم ہوتا ہے۔ جب کسی کسان کو نظرِ بد لگنے کا اندیشہ ہو، تو اُسے لکڑی پر کھوپڑی یا ہل کا پھال لگا کر کھڑا کرنے کی اجازت ہے، تاکہ جب دیکھنے والا کھیت کو دیکھے، تو اولاً اُس کی نگاہ کھوپڑیوں کے بلند ہونے کی وجہ سے اُن پر پڑے اور پھر کھیت پر پڑے، تو یہ نظر ان شاء اللہ ضرر رَساں نہ ہو گی، کیونکہ مروی ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: ہم دیہاتی اور کسان لوگ ہیں، ہمیں اپنے کھیت کی بہاروں کو نظر لگنے کا خوف رہتا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ کھیت میں " کھوپڑیاں" یا" ہل کا پھال" نصب کرے۔

**(فتاویٰ قاضی خان، جلد03، صفحہ330، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:1252ھ/1836ء) نے" الفتاویٰ الخانیہ" کے اِسی جزئیہ کو برقرار رکھا ہے۔

**(ردالمحتار مع درمختار، جلد21، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ418، مطبوعہ دمشق)**

اِسی طرح بچوں کو بھی نظرِ بد سے حفاظت کے لیے ٹھوڑی پر ٹیکہ یعنی سرمے کا نشان لگایا جاتا ہے، وہ بھی اَثرِ عثمانی سے ثابت ہے، چنانچہ نور الدین علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 1014ھ/1605ء) نے لکھا:" روي أن عثمان رضي اللہ عنه رأی صبیا ملیحا فقال: دسموا نونته کیلا تصیبه العین، و معنی دسموا: سودوا، والنونة النقرة التي تکون في ذقن الصبي الصغیر" ترجمہ: حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی

خوبصورت بچے کو دیکھا، تو اُس کے اہلِ خانہ سے فرمایا: اس کی ٹھوڑی پر سیاہ نقطہ لگادو، تاکہ اِسے کسی کی بُری نظر نہ لگے۔ "دَسِّمُوْا" کا معنی ہے "سیاہ کردو" اور "اَلنُّوْنَۃ" سے مراد چھوٹا سا نشان ہے، جو چھوٹے بچے کی ٹھوڑی پر ہوتا ہے۔

**(مرقاۃ المفاتیح، جلد08، کتاب الطب والرقی، صفحہ360، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، لبنان)**

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 1367ھ/1947ء) نے لکھا: "بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگادیتے ہیں، اِس سے مقصود نظرِ بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے، کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اُس پر پڑے گی، اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اُس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی، ایسا کرنا، ناجائز نہیں، کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

**(بہار شریعت، جلد03، حصہ16، صفحہ420، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)**

**واللہ اعلم** عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــــــــہ**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

28 جُمَادَی الاُوْلٰی 1445ھ/13 دسمبر 2023



نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے